

میرے والد گرامی مولانا امین الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

مولوی فضل الرحمن

بونیئر

والدین جن کے سہارے انسان جیتا ہے، جو اولاد کے لیے سائبان اور اُن کے وجود کا ذریعہ ہوتے ہیں، اُن کے فراق پر غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑنا عین فطرت ہے۔ غم فراق سے کیا کیفیت ہوتی ہے، دل پر کیا گزرتی ہے، ان کیفیات کو بیان کرنا اور اس غم و اندوہ کو الفاظ کے ترازو میں تولنا میرے بس کی بات نہیں۔ حضرت سید نفیس شاہ الحسین علیہ السلام نے اس کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے، کہتے ہیں:

اُٹھا سائبانِ شفقت بڑی تیز دھوپ دیکھی

نہیں دور دور چھاؤں کہاں اپنا سر چھپاؤں

اسی شدت کی وجہ سے تو رب کریم نے اس غم و حزن پر صبر کرنے والوں کے لیے بشارتیں اور خوشخبریاں سنائیں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ“ لہذا ”كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ“، اور ”كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ“ کے پیش نظر سنتِ الہیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور رب غنی کے فیصلوں پر راضی ہو کر اس کو راضی اور خوش کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کے سکھلائے ہوئے کلمات کے ساتھ مہرباں رب کے فیصلے پر اپنی رضا کا اعلان کریں، اور اسی کی توفیق کے ساتھ ہم یہی کریں گے: ”إِن لِّلّٰہِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطٰی، وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا یُرِضِی رَبَّنَا، فَاِذَا لِّلّٰہِ وَاِذَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ.“

ابا جان نے ۴۹ سال اور ۶ ماہ کی مختصر سی عمر میں بہت کچھ کر دکھایا، ساری زندگی قرآن و سنت کی خدمت اور تعلیم و تعلم میں گزاری، کہیں حفظ و ناظرہ قرآن کی تدریس تو کہیں معانی قرآن کی تعلیم تو کہیں مسجد میں امامت۔ ذیل میں ان کے مختصر حالات زندگی ذکر کیے جاتے ہیں۔ والد ماجد ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں کراچی میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں قرآن مجید پڑھا، سن شعور کو پہنچے تو علوم نبوت کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ ثانویہ خاصہ تک جامعہ احسن العلوم کراچی میں پڑھتے رہے، اور ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں درجہ رابعہ تک تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے چمنستان

جس نے انسان کو خون کی پھٹی سے بنایا۔ (قرآن کریم)

علم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن وارد ہوئے، اور دورہ حدیث تک وہیں پڑھتے رہے، ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا متعین کردہ سولہ سالہ نصاب پڑھ کر آپ جامعہ ہی میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، اور سالانہ امتحان دے کر کامیابی حاصل کی۔ اس دوران جن اکابر اساتذہ کرام سے خصوصی تعلق رہا، اور اکثر ذکر بھی کیا کرتے تھے، ان میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عطاء الرحمن شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی امداد اللہ یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم شامل ہیں۔ علاوہ ازیں جامعہ عمر گڈاپ ٹاؤن کراچی سے تجوید القرآن، اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے اللسان العربی کورس مکمل کیا۔

رسمی طالب علمی سے فارغ ہو کر وراثت نبوی کی سعادت کے حصول کے لیے نشرِ علوم نبویہ کا عزم کر کے عملی میدان میں وارد ہوئے، اور ۲۰۰۱ء تا ۲۰۱۳ء جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ میں انچارج اور نگران اساتذہ رہے، پورے خلوص اور دلچسپی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ بعد ازاں ۲۰۱۴ء میں اباجان اقراروضۃ الاطفال ہاتھ آئی لینڈ کراچی میں بحیثیت نگران شعبہ قاعدہ متعین کیے گئے، اور اسی کی بدولت میری چھوٹی ہمشیرہ نے مکمل قرآن پاک حفظ کیا، اور چھوٹے بھائی حماد نے ۱۵ پارے اپنے سینے میں محفوظ کیے، یہاں تک کہ ۲۰۲۰ء میں والد گرامی کوشوگر، بلڈ پریشر اور وجع القلب جیسی مختلف بیماریوں کی صورت میں آزمائشوں اور امتحانات کا سامنا کرنا پڑا، انہی امراض اور آزمائشوں کی وجہ سے شہر کراچی کو الوداع کہنا پڑا، اور اہل و عیال سمیت اپنے آبائی گاؤں نانسیر ضلع بونیر منتقل ہوئے، مشیت باری تعالیٰ سے آپ کو وہاں کی آب و ہوا راس آئی، اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ گاؤں میں اشاعت دین کے سلسلے کو جاری رکھا، اور قریبی آبادی کی ایک مسجد میں قاعدہ و ناظرہ قرآن، گھر میں چند طلبہ کو تفسیر قرآن مجید کی تعلیم بغیر کسی معاوضے کے دینے لگے، بعد میں اسی مسجد میں بحیثیت امام آپ کا تقرر ہوا، کچھ عرصہ گزرنے پر ایک نجی سکول میں بحیثیت استاذ آپ کی تقرری عمل میں آئی۔

گاؤں میں والد صاحب کی صحت کافی اچھی رہی، یہاں تک کہ ۱۲ دسمبر بروز جمعہ دوپہر کے تقریباً ۱۲ بجے آپ کا داہنا پہلو مفلوج ہوا، مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ ایک ہفتے تک ہسپتال میں اباجان کی تیمارداری اور خدمت کی توفیق عطا فرمائی، یہ ایک ہفتہ کیسے گزرا؟ کچھ نہ پوچھیے، امید و بیم کی کیفیت رہی، وہ پیر نصیر الدین نصیر صاحب کیا خوب کہہ گئے ہیں:

شبِ غم کیسے ترے بتلا پہ گزری
کبھی آہ بھر کے گرنا کبھی گر کے آہ بھرنا

بہر کیف! اباجان کی حالت آہستہ آہستہ کافی بہتر ہو رہی تھی کہ اچانک ۲۹ جمادی الاخریٰ

پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ (قرآن کریم)

۷ ۱۴۴ھ، مطابق ۲۰ دسمبر بروز ہفتہ موبائل فون کے ذریعے وہ جانکاہ خبر سنائی دی کہ ابا جان کا انتقال ہو گیا ہے، آہ!!! خبر کیا تھی گویا کوئی خوفناک دھماکہ سماعت سے ٹکرا گیا ہو۔

ابا جان صبر، قناعت اور تواضع کے پیکر تھے، اخلاقِ ذمیرہ جیسے عجب، کبر، جھوٹ اور طمع و بخل سے اللہ تعالیٰ نے پاک رکھا تھا۔ صبر کی صفت اُن میں بہت نمایاں تھی، ہم نے ہر قسم کی تکالیف میں، چاہے وہ جسمانی بیماریاں ہوں، یا بعض لوگوں کے نامناسب اور ناروا رویوں سے ذہنی اذیت ہو، ہمیشہ اُن کو صبر و تحمل اور حوصلہ مندری کے دامن کو تھامے پایا۔ منجملہ خصوصیات میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ والد ماجد کی زبان اکثر اوقات شکرِ باری تعالیٰ اور ذکر سے معطر رہتی تھی، خود میں نے اور میری بہنوں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سنا: اس چھوٹے سے گھر اور اللہ تعالیٰ کے دیگر احسانات پر بڑا شکر گزار ہوں، مجھے کسی کے محلات اور بینک بیلنس کی چاہت نہیں ہے۔ اُن کے خصائل حمیدہ سے تو اکثر لوگ واقف تھے، اقرأ روضۃ الاطفال میں تقرری کے لیے انٹرویو لینے والوں کے تاثرات دیکھیے، آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ”موصوف کا ظاہری حلیہ شریعت کے مطابق، ظاہری شخصیت متاثر کن، بارعب، شریف الطبع اور باصلاحیت معلوم ہوتے ہیں، اگر ان کو کوئی ذمہ داری دی گئی، تو اُمید ہے کہ احسن طریقے سے پوری کریں گے، ان شاء اللہ۔“

مزید برآں یہ بات بھی ہمارے لیے خوشی و تسلی کا باعث ہے کہ ابا جان کو حسنِ خاتمہ نصیب ہوا، ایمان کی حالت میں رزقِ حلال کی طلب میں داعیِ اجل کو لبیک کہا، تلاشِ بسیار کے باوجود کسی کا اُن کے ذمے کوئی جانی یا مالی حق نہ ملا، سب کو ان سے خوش اور ان کے لیے دعائیں کرتے دیکھا، یہی تو حسنِ خاتمہ ہے کہ ایمان کی حالت میں موت آئے، اور حقوق اللہ یا حقوق العباد میں کوئی حق کسی کے ذمے باقی نہ ہو، یہ ضروری نہیں کہ سجدہ میں یاروزہ کی حالت میں موت آئے۔

اپنی اس تحریر کا خاتمہ اس مکتوب کے کچھ حصے کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں، جو سید الطائفہ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ابو ہریرہ صاحب کو ابا جان کے بارے میں اُن کی تقرری کے سلسلے میں لکھی تھی: ”حاملِ رقعہ مولوی امین الرحمن صاحب اچھی استعداد اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں، ہماری جامعہ کے فاضل ہیں، اور آپ کے قریب سلطان آباد ہجرت کا لونی میں رہائش پذیر ہیں۔“

اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبان مبارک سے پڑھا گیا ایک شعر:

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جامِ وپیانہ مجھے

